حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)

عہد حاضر کا مجاہد کبیر

میں یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ عہد حاضر کے اس مجاہد کبیر کی حیات مقدسہ کا کون سا گوشہ قارئین کے سامنے پیش کروں اور آپ کے محاسن و کمالات میں سے کس کس کو بیان کروں۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جاں ایں جاست

در حقیقت حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ "حسن مجسم" تھے آپ کی ذات گونا گوں اور بوقلموں محاسن کا مجموعہ تھی۔ قسام ازل نے آپ کی تخلیق کے وقت بڑی فیاضی سے کام لیا۔ اور اللہ کریم نے خوبیوں کا ایک مجسمہ بنا کر ہم ناقدر شناس بندوں کو عطا فرمایا۔ جس کا نام تھا عطاء اللہ!

حضرت شاہ جی مرحوم بلا مبالغہ پیکر حسن اور جمال مجسم تھے۔ ہمارے اسلاف میں تو کئی ایسی عظیم شخصیتیں موجود ہیں جن کی ذات میں اللہ رب العزت نے مختلف اوصاف و کمالات جمع فرما دیئے تھے۔ لیکن عہد حاضر میں حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ جیسی جامع کمالات ہستی مشکل سے نظر آئے گی۔

یوں تو حضرت رحمۃ اللہ کی ذات سراپا حسن و کمال تھی لیکن میں آپ کے چند کمالات کا تذکرہ کروں گا۔

انسان سے محبت

آپ کی ایک خاص صفت "انسان سے محبت" تھی آپ کے قلب اقدس میں انسانیت کا جو بے پایاں احترام اور پیار تھا۔ اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جو حضرت خود بیان فرمایا کرتے تھے۔

"خیر المدارس جالندھر کے سالانہ جلسہ میں حضرت شریک تھے۔ ایک نوجوان بھنگی صفائی کے لئے آیا۔ حضرت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اسے بلایا۔ اس کے ہاتھ دھلائے۔ اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھا دیا اور فرمایا میرے ساتھ کھانا کھاؤ"

وہ بے چارہ تھر تھر کانپنے لگا اور پیچھے ہٹتے ہوئے عرض کیا۔ "حضرت میں چوڑھا یعنی میں بھنگی ہوں" حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "تو کیا چوڑھا انسان نہیں ہوتا" بھائی تم بھی میری طرح انسان ہو۔ آؤ ہم مل کر کھانا کھائیں"۔

یہ فرما کر آپ نے پانی کا ایک گلاس اس بھنگی کی طرف بڑھاتے ہوئے حکم دیا "لو پیو" اس نے دو چار گھونٹ پیئے۔ حضرت رحمہ اللہ نے اس کا بچا ہوا پانی خود نوش فرما لیا۔ اب اس کا احساس کمتری کافور تھا۔ اس نے بڑھ کر حضرت کے ساتھ کھانا شروع کر دیا۔

یہ تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درد مند دل میں انسانیت کا احترام اور پیار۔ اور اس کا منشاء محض اخلاص اور للہیت تھی۔ کوئی ریا نہ تھا نمائش نہ تھی۔ پھر جانتے ہو اس اخلاص اور پیار کا کیا نتیجہ نکلا؟

شام کو وہ نوجوان جو آیا تو ایک نوجوان عورت بھی اس کے ساتھ تھی۔ ہاتھ باندھ کر عرض کیا "حضرت! یہ میری بیوی ہے۔ اللہ کے لئے ہم دونوں کو کلمہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل فرمالیجئے"

دیکھا آپ نے حضرت کی "انسانیت سے محبت" کے معصوم جذبہ نے ایک جوڑے کو جہنم کی آگ سے بچالیا۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

اخلاص و للہیت

خلوص آپ کی کتاب اخلاق کا روشن ترین باب تھا۔ آپ کی پوری زندگی سراپا اخلاص تھی۔ آپ کا ہر کام للہیت پر مبنی تھا۔ آپ نے نمود و نمائش اور ریا و تصنع کو کبھی اپنے قریب بھی نہیں بھٹکنے دیا۔ آپ پر نہ تو کبھی کسی کا خوف طاری ہوا اور نہ ہی کسی لالچ نے کبھی آپکے قلب اقدس کے کسی بعید ترین گوشے تک راہ پائی۔ جلب منفعت و دفع مضرت سے یکسر نا آشنا ہو کر آپ نے جو کچھ بھی کیا۔ اللہ کے لئے کیا اور اخلاص سے کیا۔

اسی خلوص و للہیت کا ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقبولیت عطا فرمائی جو اس زمانے میں نہ کسی شاہ کو نصیب ہوئی نہ گدا کو۔ ہر طبقہ اور ہر مکتب فکر کے لوگ آپ کی عظمت کا اقرار اور آپ کی پرخلوص شخصیت سے پیار کرتے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ میں کراچی سے پشاور تک کے مسلمانوں کا چند گھنٹوں میں ایک طوفان کی طرح امڈ آنا آپ کے اخلاص کا عملی اعتراف تھا۔

جہادِ مسلسل

جہاد آپ کی زندگی کا طول و عرض تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ نے فرنگی سیاست اور اجنبی اقتدار کے خلاف جو جہاد شروع کیا۔ وہ مسلسل جاری رہا۔ حتیٰ کہ انگریزی اقتدار کا جنازہ نکلا اور وطن عزیز پاکستان کا وجود معرض ظہور میں آیا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی جہاد مسلسل میں گزاری اپنی شباب کی سینکڑوں راتیں آپ نے جیل کی تیرہ و تار کوٹھڑیوں میں گزاریں، صبر آزما مصائب و شدائد کی وادیوں سے گزرے۔ بعض دفعہ دار و رسن کی جھلک بھی نظر آنے لگی مگر جذبہ جہاد کبھی سرد نہ پڑا۔ ہر بڑھی سے بڑی آزمائش کے بعد ایک نئے جوش اور نئے ولولے کے ساتھ آگے ہی بڑھتے رہے۔ اور اس مصرع کی عملی تفسیر نظر آئے۔

بڑھتا ہے ذوق جرم یہاں ہر سزا کے بعد

محبت رسول

محبت رسول ہر مومن کے ایمان کی اساس اور بنیاد ہے۔ مگر آپ کے قلب اقدس میں محبت رسول ﷺ کا جو بحر ناپیدا کنار متلاطم تھا۔ اس کی نظیر اسلاف میں تو مل سکے گی موجودہ دور میں ڈھونڈنے سے

بھی مشکل ہی سے ملے گی۔ جذبہ محبت رسول ﷺ کا دل میں اس قدر وفور تھا کہ جہاں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر آگیا آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اور جب بھی عزت و ناموسِ مصطفیٰ کو خطرہ لاحق ہوا آپ اپنے آپ کو بھول کر میدان جہاد میں اتر آئے اور بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہ کیا۔

مرزائیت سے آپ کو جو دلی نفرت تھی اور آپ نے اپنی ساری زندگی خصوصاً استقلال وطن کے بعد تردید مرزائیت کے لئے وقف فرما دی تھی۔ اس کے باعث اور موجب بھی یہی جذبہ محبت رسول ﷺ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے دعویٰ رسالت کو آپ حضور ﷺ کی توہین سمجھتے تھے۔ اسلئے آپ نے مرزا غلام قادیانی کے دعویٰ نبوت کے خلاف ساری عمر جہاد کیا۔ کڑی سے کڑی مصیبتیں برداشت کیں۔ لم پیری میں ضعف و نقاہت اور مرض و علالت کے باوجود تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت فرماتے ہوئے یل گئے اور سال بھر سے زیادہ مدت تک قید و بند کی صعوبتیں خندہ پیشانی اور صبر و ثبات سے برداشت ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

تبلیغ دین سے شغف و انہماک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ابلاغ و تبلیغ دین ہے۔ حضور ﷺ سے سچی عقیدت اور ع محبت یہی ہے کہ آپکے نصب العین کی خدمت و تکمیل کے لئے ہر ممکن سعی کی جائے۔ چنانچہ اس محافظ دس رسول ﷺ کی حیات مقدسہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک مشن کی خدمت میں گزر گئی۔

آپ کو تبلیغ دین اور اشاعت اسلام سے جو شغف و انہماک تھا اور آپ کا قلب اقدس جس طرح آٹھوں پہر جذبہ تبلیغ مضطرب اور بے قرار رہتا تھا۔ اس کی نظیر تلاش و تجسس کے باوجود نہیں مل سکتی۔ فرنگی اقتدار کی مخالفت اور استخلاص وطن کے لئے بلاشبہ آپ نے زریں کارنامے انجام دیئے۔ لیکن یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ آپ کا اوڑھنا بچھونا تبلیغ دین تھی۔ آپ فطرتاً مبلّغ تھے اور قدرت نے آپ کو پیدا ہی تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے کیا تھا۔

آپ کی تبلیغ کا خاص وصف یہ تھا کہ آپ کتاب اللہ پڑھتے تھے۔ آپ حافظ تھے۔ قاری تھے۔ پھر قدرت نے آپ کو لَحن داؤدی عطا فرمایا تھا۔ آپ جب منبر رسول ﷺ پر بیخود ہو کر قرآن پڑھتے تھے۔ حاضرین پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھیں۔ آپ کے مخالفین بھی آپ سے قرآن سننے کے لئے کشاں کشاں جلسوں میں آتے تھے۔ اور آپ جب اپنے مخصوص انداز میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتے تو لوگ تڑپ اٹھتے تھے۔

آپ نے وقت کی روش اور مبلغین و واعظین کی عام عادت کے خلاف منبر رسول ﷺ پر لوگوں کو قرآن سنایا اور سمجھایا۔ اور آپ کی ساری عمر قرآن کریم کی خدمت ہی میں گزر گئی۔

آپ نے تبلیغ دین کو عام پیشہ ور مبلغین کی طرح استحصال زر کا ذریعہ نہ بنایا اگر آپ چاہتے تو آپ تبلیغ کو "پیشہ" بنا کر اپنا گھر سونے کا بنا سکتے تھے مگر آپ نے تبلیغ دین کو اس کا صحیح مقام دیا۔ اسے جہاد فی سبیل اللہ سمجھا۔

تقریر و خطابت

تقریر و خطابت میں بلاشبہ آپ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ نہ صرف یہ کہ آپ یگانہ عصر تھے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا کہ۔

اردو زبان میں آپ کا سا عوامی خطیب آج تک پیدا ہوا اور نہ ہی شاید آئندہ پیدا ہو گا۔

آپ تقریر نہیں کرتے تھے سحر کرتے تھے۔ جب جوش میں آکر خطاب فرماتے تھے تو سامعین مسحور و مدہوش ہو جاتے تھے۔ اور وہ اپنے تمام عقائد و تصورات اور ذاتی نظریات کو یکسر بھول کر اس خطیب اعظم کے ہم نوا بن جاتے تھے در حقیقت وہ خود کو بھول جاتے تھے۔

مسلسل آٹھ آٹھ گھنٹے تک بھی آپ نے دہلی جیسے شہر میں خطاب فرمایا لوگ مست و بیخود ہو کر بیٹھے سنتے رہے۔ رات بیت گئی۔ موذن نے اللہ اکبر کی صدائے دل نواز بلند کی تو حضرت شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ نے تقریر بند کی اور لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ پکار اٹھے کہ "اوہو یہ تو سحر ہو گئی"۔

گویا سحر ہوئی اور سحر ٹوٹا

آپ کی تقریر میں فصاحت کے چشمے ابلتے تھے، فصاحت اور نکتہ آفرینی، متانت اور سنجیدگی کے ساتھ آپ کے خطاب میں ظرافت و بذلہ سنجی کا جو حسین، معتدل امتزاج ہوتا تھا۔ وہ آپکی تقریر کو چار چاند لگا دیتا تھا۔ پھر زبان کا رس ان سب خوبیوں پر مستزاد تھا۔ قدرت نے آپ کو شیریں کلامی و شیریں زبانی کا جوہر عطا فرماتے وقت نہایت فیاضی سے کام لیا تھا۔

خود حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو بھی قدرت کی اس نعمت اور زبان کے اس رس کا احساس تھا۔ آپ فرماتے تھے دنیا کو ہم سے کب پیار ہے۔ لوگ تو (زبان کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہتے) اس سے پیار کرتے ہیں ہم سے کون پیار کرتا ہے۔

بڑے بڑے مقرر اور خطیب ماضی میں گزرے حال میں بھی ہیں اور مستقبل میں بھی آئیں گے۔ مگر حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا سا خطیب غالباً نہ ماضی میں گزرا نہ حال میں ہے اور نہ مستقبل میں پیدا ہوتا نظر آتا ہے۔

علم دین سے قلبی وابستگی

آپ کی کتاب فضائل و مناقب کا ایک درخشاں باب ہے "علم دین سے قلبی وابستگی"۔ جہاں آج بڑے بڑے دیندار علماء کے بچے دینی علم سے بے بہرہ اور کالج کی فضاؤں میں پلتے نظر آتے ہیں۔ وہاں حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کسی بچے کو سکول اور کالج میں نہیں جانے دیا۔ سب کو مکتب ہی میں بٹھایا۔ سب سے پہلے اللہ کا قرآن پڑھایا۔ قرآن کریم کا حافظ بنایا اور علم دین ہی پڑھایا۔ اس زمانے میں اور تہذیب و ترقی کے اس دور میں حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا علم دین سے یہ دلی ربط وہ تعلق اور قلبی وابستگی اگر غور و تعمق سے دیکھا جائے تو بہت ہی بڑی بات۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ماشاء اللہ آپ کے چاروں فرزندان گرامی قرآن کریم کے حافظ ہیں۔ دین کے عالم